از افادات

مولانا محمد اسحاق

دارالایمان، E-11/2، اسلام آباد

ازافادات

مولانا محمد اسحاق (رحمۃ اللہ علیہ)

ناشر: دارالایمان۔۔۔ جامع مسجد قرطبہ، ای ایلیون، اسلام آباد

www.qurtubacenter.org

رابطہ: 03005300600/03217952403 .

فہرست

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدالاولین والاخرین محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔
اما بعد

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی نے حج کیااور اس دوران کوئی گناہ کا کام نہ کیاوہ اس طرح پاک وصاف ہو کر واپس آیا جیسے ابھی اس کی ماں نے اسے جنم دیاہو[1]۔

بہت ہی خوش نصیب اور سعادت مند ہیں وہ لوگ جنہیں مالک دوجہان اپنے در پر بلاتاہے۔اس سے بڑی بشارت اور خوش خبری کسی بندہ پر تقصیر کے لئے کیاہو سکتی ہے۔ آدمی اپنے نامہ اعمال پر نظر ڈالے تو پوری زندگی گناہوں سے لتھڑی نظر آتی ہیں۔اور گناہوں کی گٹھری نے انسانی کمر کو دہرا کر دیاہے۔اسے کوئی چارہ نظر نہیں آتا کہ وہ کس در کی طرف دیکھے۔کس آستانے پر حاضر ہو۔اسی طلب عفوو مغفرت کے لئے حج کاسفر تجویز ہوا ہے۔بیدل کی رباعی بڑی حسب حال ہے۔

تو کریم مطلق و من گدا چه‌کنی جز این که نخوانی ام

در دیگرم بنماکه من به کجا روم چو برانی‌ام

همه عمر هرزه دویده‌ام خجلم کنون که خمیده‌ام

من اگر به حلقه تنیده‌ام تو برون در ننشانی‌ام

ترجمہ: تیرے فضل کی کوئی نہیں میں بھکاری ہوں۔اگر تو مجھے نہ بلائے تو میں کیا کروں۔کوئی دوسرا در مجھے دکھادے اگر تو مجھے دھتکار دے تو میں کہاں جاؤں۔میں نے ساری عمر آوارہ گردی کی ہے۔اب جبکہ میں کبڑا ہو گیاہوں تو شرمسار ہوں۔اگر میں نے دروازے کی کنڈے کو تھام رکھاہے تو ازراہ کرم مجھے باہر نہ بٹھا۔

حج اور عمرہ والے اللہ کے مہمان ہیں۔مہمان بھی وہ جو بلانے پر حاضر ہوئے ہیں۔اس سفر کا ترانہ ہی یہ ہے۔ لبیک اللھم لبیک حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں۔یہ اللہ کی توفیق ہے کہ وہ کسی کو اپنے گھر بلائے ورنہ بہت سے دولت منداور باوسائل لوگ ساری دنیامیں گھومتے پھرتے ہیں مگر انہیں خدا کے حضور میں حاضر ہونے کی توفیق نہیں ہوتی۔بقول مولوی غلام رسول مرحوم

جس نوں یار وکیندا لبھے تے قیمت ہووس پلے

[1] صحیح البخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، ح۱۵۲۱، دارالسلام، ریاض

اسے جیڈ نہ طالع والا اسدے بخت سولے

یہ سفر جتنا اعلیٰ اور متبرک ہے اتنا ہی احتیاط کا متقاضی بھی اس سفر کا مقصد حصول رضائے الٰہی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو چاہیے، اور آدمی کی نیت درست ہونی چاہیے ہیں حضرت سفیان ثوریؒ کا واقعہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ انہوں نے باپیادہ کوفہ سے مکہ مکرمہ کا سفر کیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا "چاہیے تو یہ تھا کہ میری ناک میں نکیل ڈالی جاتی اور لوگ کھینچتے ہوئے لاتے جیسا کہ بھگوڑے غلام کو لایا جاتا ہے اور میں قدم قدم پر پتھروں اور تپتے صحراؤں میں سجدے کرتا ہوا آتا میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ یہ بھی کم تھا۔"

اس سلسلہ میں جو دوسری بات پیش نظر رہنی چاہیے وہ سنت رسولؐ کا اتباع ہے۔ کیونکہ اللہ کی راہ میں کوئی ایسا عمل قبول نہیں ہوتا جو رسول اکرم ﷺ کے طریقہ پر نہ ہو جتنی ملاوٹ حج کی عبادت میں ہوئی ہے شائد ہی کسی عبادت میں ہوئی ہو بہت سے کتابچے جو حجاج کرام کو دیئے گئے ہیں ان میں سے کئی باتیں ایسی ہیں جو رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہیں۔

تیسری بات جو اس سفر کے لئے ضروری ہے وہ خوفِ خدا اور غلط حرکات سے بچاؤ کی فکر ہے تقویٰ ہی اس سفر کا زادِ راہ ہونا چاہیے کیونکہ وہاں اتنا بڑا مجمع ہوتا ہے کہ ہر وقت خرابی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ان میں عورتیں بھی موجود ہوتی ہیں۔ جس سے انسان کے بہک جانے کا خدشہ ہر وقت لاحق رہتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پہلی نیکیاں بھی وہاں ضائع ہو جائیں اسلئے ہر وقت یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

چوتھی بات جو اس سفر کا حاصل ہے وہ فرمان رسول اکرم ﷺ ہے کہ جو حج اللہ تعالیٰ کو پسند آجائے اسکا کم از کم اجر جنت ہے۔[2]

حضرت امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں جسے احکام القرآن میں علامہ قرطبیؒ نے نقل کیا ہے کہ حج قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس سفر سے واپسی پر آدمی ایسا ہو جائے کہ محسوس ہو کہ یہ آدمی صرف اور صرف آخرت کا طالب ہے۔ اس نے دنیا سے منہ موڑ لیا ہے اگر معاملہ اس کے الٹ ہو تو یہ سراسر خسارہ ہے دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی۔ یہ تو تھیں اس سلسلہ میں چند تمہیدی باتیں اب یہ بیان کیا جائے گا کہ اس بارے میں سنت طریقہ کیا ہے۔

---

[2] ۔ صحیح البخاری، کتاب العمرۃ، باب وجوب العمرۃ وفضلھا: 1773

احرام

احرام دو چادروں کو کہتے ہیں جو حجاج کرام لباس کے طور پر استعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے احرام باندھنے کے لئے مکہ مکرمہ کے چاروں طرف پانچ جگہیں مقرر کی ہیں جنہیں میقات کہا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں سے جانے والوں کو فضائی سفر کے دوران میقات کا علم نہیں ہوتا اس لئے چاہیے کہ جہاز میں سوار ہونے سے پہلے ہی احرام باندھ لیں۔ ایک چادر تہہ بند کے طور پر باندھ لیں اور دوسری کندھوں کے اوپر سے ڈال لیں۔ لوگ احرام باندھتے ہی دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر چادر کا کنارا دوسرے کندھے پر ڈال لیتے ہیں یہ طریقہ غلط ہے ایسا صرف طواف کے دوران کیا جاتا ہے۔

احرام باندھنے سے پہلے دو نوافل کا پڑھنا ثابت نہیں ہے رسول اکرم ﷺ نے ظہر کی نماز کے بعد احرام باندھا تھا۔ جوتا جیسا مرضی ہو پہن لیں صرف یہ خیال رکھیں کہ ٹخنے ننگے رہیں۔ عورتوں کا احرام ان کا عام لباس ہی ہے۔ صرف چہرہ ننگا رکھا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب کوئی مرد ہمارے پاس سے گزرتا تو ہم چادر کو آگے سر کا کر منہ ڈھانپ لیتیں۔ جب وہ گزر جاتا تو پھر منہ ننگا کر لیتیں [3]۔ نفاس اور حیض والی عورتوں کے لئے احرام باندھنے سے پہلے غسل ضروری ہے۔ باقی لوگوں کے لیے ایسا کرنا ضروری نہیں ہے۔ چادریں پہن لینے سے احرام شروع نہیں ہوا یہ صرف تیاری ہے۔ احرام تلبیہ شروع کرنے سے ہو گا۔

تلبیہ

تلبیہ شروع کرنے سے پہلے ایک اور سنت ہے جسے لوگ عام طور پر نظر انداز کر دیتے ہیں جسے امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ ؓ سے روایت کیا ہے لبیک کہنے سے پہلے قبلہ رخ ہو کر

سُبحَانَ اَللہِ اَلحَمدُ لِلہِ اللہُ اَکبَرَ [4]

کچھ دیر تک پڑھنا مستحب ہے لبیک حضور پاک ﷺ سے کئی طریقوں سے ثابت ہے۔

مکمل تلبیہ یہ ہے جسے یاد کر لینا بہت بہتر ہے۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیکَ اِنّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ

---

[3] مسند احمد، ح ۲۴۳۷۲

[4] صحیح البخاری، کتاب الحج، باب التحمید والتسبیح والتکبیر قبل الاھلال، ح ۱۵۵۱، دار السلام، ریاض

ابن حبانؒ نے جو تلبیہ نقل کیا ہے وہ یہ ہے

لَبَّیْکَ اِلٰہَ الْحَقِّ لَبَّیْکَ[5]

یہ وہ ترانہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے حدیث پاک میں ہے کہ حجۃ الوداع کے لئے جب رسول پاک ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ روانہ ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اپنے اصحاب سے کہیں کہ لبیک ذرا بلند آواز سے پکاریں۔ کیونکہ یہ آواز اللہ کو بہت پسند ہے[6]۔ حجر اسود کو بوسہ دینے تک یہی صدائے ترانہ بلند ہونی چاہیے اس کے علاوہ اور کوئی دعا ثابت نہیں حتیٰ کہ کعبہ شریف کو دیکھ کر دعا مانگنے والی روایت بھی ثابت نہیں۔ بس سیدھے کعبہ شریف کی طرف جائیں سوا اس کے کہ فرض نماز ہو رہی ہو۔ خانہ کعبہ پہنچتے ہی دایاں کندھا ننگا کر لیا جائے اور طواف عمرہ شروع کیا جائے۔ کیونکہ احرام باندھتے وقت عمرہ کی نیت کی گئی تھی مرد کے لئے ضرور ہے کہ وہ پہلے تین چکر ذرا تیزی سے چلے اور بعد میں چار چکر عام رفتار سے چلے۔

طواف شروع کرنے کے لئے حجر اسود کے پاس جا کر تین کام کرنے مسنون ہیں۔

- ہاتھ لگانا
- منہ سے چومنا
- اور حجر اسود پر سجدہ کرنا

اگر قریب نہ پہنچ سکے تو ہاتھ آگے بڑھا کر حجر اسود کو چھونے کے بعد ہاتھ کو بوسہ دینا اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو حجر اسود کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہہ دینا کافی ہے۔ ہاتھ سے اشارہ وغیرہ کرنا ثابت نہیں۔ یہ عمل ہر چکر کے بعد دہرانا مسنون ہے طواف کے دوران حضور ﷺ سے کوئی دعا ثابت نہیں سوائے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان جہاں آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ[7]

پورے طواف میں صرف یہی ایک دعا ثابت ہے باقی جتنی دعائیں بتائی جاتی ہیں وہ ثابت نہیں۔ اس وقت یہ سوچنا چاہیے کہ میرے جیسا گناہ گار آدمی اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے اور مجھے پچھلے تمام گناہوں کی تلافی کا موقعہ ملا ہے۔

---

[5] راوی سیدنا ابوہریرہ، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ج ۹، ص ۱۱۰، ح ۳۸۰۰، مؤسسۃ الرسالۃ—بیروت، ۱۴۱۴ھ، ، ح 3800

[6] سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب رفع الصوت والتلبیۃ، ح ۲۹۲۲

[7] سنن ابی داود، کتاب المناسک، باب الدعا فی الطواف، ح ۱۸۹۲، دار السلام، ریاض

طواف فرشتوں کی عبادت ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے عرش کے گرد اسی طرح طواف کرتے ہیں طواف میں سات چکر ہوتے ہیں اس کے بعد 2 رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے لئے افضل جگہ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے ہے۔ اس کے علاوہ حرم پاک میں کسی جگہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ان دو رکعتوں میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھنا رسول کریم ﷺ سے ثابت ہے[8]۔

صفا اور مروہ کی سعی

اس کے بعد صفا کی طرف روانہ ہونا ہے اس وقت لوگ ایک بات نظر انداز کر دیتے ہیں کہ رکعتوں سے فارغ ہوتے ہی صفا کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں' حالاں کہ جس طرح طواف شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دینا یا سامنے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہنا ضروری ہے اسی طرح صفا مروہ کی سعی سے پہلے بھی ضروری ہے صفا پر جا کر حضور پاک ﷺ سے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے تین دفعہ اللہ اکبر کہنا ثابت ہے۔ اس کے بعد یہ کلمہ پڑھتے ہیں

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہ لَا شَرِیکَ لَہ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیر[9]

اور اس کے بعد ایک چھوٹا سا کلمہ

لَااِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہ اَنْجزَ وَعْدَہ وَنَصَرَ عَبْدَہ وَہَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہ

اس کے بعد درود شریف پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اس عمل کو تین دفعہ دہراتے۔

اس عمل کو تین دفعہ دہراتے، جب صفا سے مروہ پہنچے تو یہی ذکر اسی طرح وہاں بھی کرے۔ صفا اور مروہ کے درمیان ستونوں کو سبز رنگ سے نشان زدہ کر دیا گیا ہے ان ستونوں کے درمیان مردوں نے ذرا تیز چلنا ہے بھاگنے کی ضرورت نہیں، صفا اور مروہ کے درمیان سات پھیرے لگائے جاتے ہیں، جو صفا سے شروع ہوتے اور مروہ پر ختم ہوتے ہیں اس کے بعد بال کٹوا کر احرام کھول دینا ہے۔

عمرہ مکمل ہو گیا۔ اب احرام کھول کر نہا دھو کر خوشبو وغیرہ لگا سکتے ہیں۔ اب عام لباس میں جتنے چاہیں طواف کر سکتے ہیں۔ ہر طواف مکمل ہونے کے بعد دو رکعت ساتھ ساتھ ادا کرتے جانا ہے۔ کچھ لوگ نماز فجر اور عصر کے بعد طواف گنتے رہتے ہیں۔ اور بعد میں

---

[8] سنن الترمذی، ابواب الحج، باب مایقرا فی رکعتی الطواف، ح ۸۶۹، دار السلام، ریاض

[9] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ح ۱۲۱۸، دار السلام، ریاض

نوافل ادا کرتے ہیں۔ یہ طریقہ غلط ہے، اگر کوئی سمجھتا ہے کہ فجر اور عصر کے بعد نوافل ادا نہیں کئے جاسکتے تو ان اوقات میں طواف سے رک جائے۔

کیونکہ سات چکر مکمل کرنے کے بعد اگلا طواف شروع ہی نہیں ہو سکتا جب تک دو نوافل ادا نہ کئے جائیں۔ مکہ مکرمہ میں طواف سے بڑی اور کوئی عبادت نہیں کیونکہ تلاوت اور نوافل تو گھر میں بھی ادا کئے جاسکتے ہیں۔

مناسک حج

آٹھ ذوالحج سے حج کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے۔ اس دن اپنے قیام کی جگہ سے احرام باندھ کر لبیک شروع کر دینا ہے۔ اور منی کی طرف روانہ ہو جانا ہے۔ وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشا اور اگلے دن کی فجر کی نمازیں ادا کرنی ہیں اور وہیں سورج طلوع ہونے کا انتظار کرنا ہے۔ رسول اکرم ﷺ سورج طلوع ہونے کے بعد منی سے عرفات کی جانب روانہ ہوئے تھے[10]۔ دن ڈھلنے تک عرفات پہنچ جائے۔ یہ حج کا سب سے اہم رکن ہے یہ رہ جائے تو حج اگلے سال ادا کرنا پڑتا ہے۔ 9 ذوالحج کو دن ڈھلنے سے ۱۰ ذوالحج کی فجر تک کسی وقت بھی پہنچ جائے تو حج ہو گیا۔ وقوف عرفات ہی حج کا اصل رکن ہے۔ دن ڈھلنے کے بعد خطبہ شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد اذان ہوتی ہے۔ اور ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔ اس کے لئے جماعت یا انفرادی کی کوئی قید نہیں۔ دونوں صورتوں میں انہیں اکٹھا ادا کرنا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ کے بارے میں ہے کہ وہ اگر جماعت کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے تھے تو پھر بھی اپنی رہائشی جگہ پر دونوں نمازیں اکٹھی ادا کرتے تھے[11]۔ یہاں مقامی اور مسافر کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کے بعد شام تک کوئی اور نماز نہیں ہے۔ اب دعائیں کریں۔ کسی بھی زبان میں کریں اور کسی بھی مقصد کے لئے کریں۔ روئیں اور گڑ گڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں یہاں اور کوئی عبادت نہیں ہے۔ ایک شخص کے بارے میں مصنف ابن ابی شیبہ میں نقل ہے کہ اس نے حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ کے ساتھ حج کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے شام تک حضرت سے سوائے چوتھے کلمے کے اور کوئی لفظ نہیں سنا۔ یہ دعا نہ ہونے کے باوجود مکمل دعا ہے۔

---

[10] سابقہ حوالہ، ح ۱۲۱۸

[11] صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الجمع بین الصلاتین بعرفۃ

مزدلفہ

سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے روانہ ہو کر مزدلفہ پہنچ جاناہے۔ یہاں جب بھی پہنچے مغرب کے تین فرض اور عشاء کے دو فرض ادا کرناہے۔ اس کے بعد اور کوئی عبادت نہیں۔ اس کے بعد فجر تک سوجاناہے۔

کیونکہ حضور پاک ﷺ نے اس دن تہجد کی نماز بھی ادا نہیں کی تھی۔ اب اٹھ کر فجر کی نماز ادا کرنی ہے۔ اب یہاں دیر تک قیام کرناہے۔ اور تکبیریں شروع کرنی ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

بلند آواز سے پڑھنی ہے۔

منی روانگی

سورج نکلنے سے تھوڑی دیر پہلے منی کے لئے روانہ ہوجاناہے۔ منی کے میدان میں پہنچ کر چار کام کرنے ہیں۔

۱۔ رمی جمار

یہاں تین برجیاں بنائی گئی ہیں۔ جنہیں لوگ اپنی نادانی سے شیطان کہتے ہیں۔ یہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے۔ یہ جمرات ہیں۔ اس دن بڑی برجی جسے جمرہ الکبری کہتے ہیں اسی کو سات کنکریاں مارنی ہیں۔ کنکریاں مزدلفہ سے لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے جوماری جاچکیں ہیں اسے بھی اٹھا کر مار سکتے ہیں۔ نہ ہی اسے دھونے کی ضرورت ہے یہاں کوئی دعا نہیں ہے۔ صرف اللہ اکبر کہناہے۔ اور ہر کنکری مارتے وقت کہناہے۔ اس کے بعد احرام کی پابندی ختم ہوجاتی ہے۔ عام لباس پہن سکتاہے۔ خوشبو لگاسکتاہے۔ صرف عورت حلال نہیں ہوتی۔

۲۔ قربانی

اس کے بعد قربانی ادا کرنی ہے خود بھی کرسکتاہے اب آسانی کے لئے پیسے جمع کرکے ٹوکن دے دیتے ہیں۔ اس طرح قربانی بھی ہوجاتی ہے۔ جس کے پاس قربانی کے لئے رقم نہیں یا اسے قربانی نہیں ملی تووہ منی کے قیام کے دوران ۱۲،۱۱،اور ۱۳ تاریخ

کو روزے رکھے اور باقی سات وطن میں آ کر رکھے۔ اس طرح دس روزے رکھنے سے قربانی نہ کرنے کا بدل ادا ہو جاتا ہے۔ منی میں جتنی چاہئے قربانیاں کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹ قربان کئے تھے[12]۔

۳۔ سر منڈوانا

اس کے بعد تیسرا کام سر منڈوانا ہے۔ زیادہ بہتر سر منڈوانا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے یہاں اپنا سر مبارک منڈوا کر اپنے موئے مبارک صحابہ کرامؓ میں تقسیم کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی پہلے سر منڈوانے کا ذکر کیا ہے بعد میں کٹوانے والوں کا حضور علیہ السلام نے بھی سر منڈوانے والوں کے لئے رحمت کی دعا کی۔ صحابہؓ کے بار بار پوچھنے پر چوتھی دفعہ بال کٹوانے والوں کے لئے بھی رحمت کی دعا کی۔ لیکن منڈوانا ہی بہتر ہے۔ تاکہ دلوں سے تکبر اور غرور مٹ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رسوا ہو جائے۔

۴۔ طواف زیارت

اب نہا دھو کر لباس تبدیل کر کے مکہ کے لئے روانہ ہونا ہے۔ یہ حج کا دوسرا اہم رکن ہے۔ اب طواف زیارت کرنا ہے۔ یہ حج کا دوسرا اہم رکن ہے۔ اب طواف زیارت کرنا ہے۔

اس کے بعد صفا مروہ کی سعی کرنی ہے۔ اور اس میں وہ تمام شرائط مد نظر رکھنی ہیں جو پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔

مقامی لوگوں کے لئے سعی ضروری نہیں ہے۔ یہ اگلے دن صبح تک کر سکتا ہے اسے مکمل کرنے کے بعد عورت بھی حلال ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد منی واپس جانا ہے۔ ۱۱ اور ۱۲ تاریخ منی میں قیام کرنا ہے باقی عبادت وہی ہے۔

رمی جمار

سورج ڈھلے جمرات کو کنکریاں ماریں گے۔ چھوٹی برجی سے شروع کر کے تمام برجیوں کو سات سات کنکریاں ماریں گے۔ اور ہر برجی کو کنکریاں مارنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعا کرنی ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے کیا تھا[13]۔ آخری برجی

---

[12] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ح ۱۲۱۸

[13] صحیح البخاری، کتاب الحج، ح ۱۷۵۳

کو کنکریاں مارنے کے بعد بغیر دعا کئے واپس آجاتا ہے۔ ۱۳ تاریخ کو بھی وہاں قیام کر سکتا ہے۔ جیسا کہ رسول پاک ﷺ نے کیا تھا ۔ اگر کوئی نہ رکے تو کوئی حرج نہیں۔

اب آخر میں طواف الوداع کرنا ہے۔ اور دو رکعت ادا کریں۔ اس کے بعد حج وعمرہ کے مناسک ختم ہوئے۔

متفرقات

اگر ان دنوں کسی عورت کے ایام شروع ہوجائیں تو اس نے مسجد میں جانے کے علاوہ باقی تمام کام سرانجام دینے ہیں۔ اور احرام کی پابندیاں برقرار رکھنی ہیں۔ پھر جب پاک ہوجائے تو غسل کر کے طواف کرے اور صفا اور مروہ کی سعی کرنی ہے۔ اگر عورت کا ایام کی وجہ سے طواف عمرہ رہ جائے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجۃ الوداع کے موقع پر رہ گیا تھا[14] تو اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ غسل کر کے مناسک حج ادا کرے اور اس کے بعد مکہ سے باہر جا کر احرام باندھے اور عمرہ ادا کرے یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی کی سنتیں رہ گئی ہوں اور وہ فرضوں کے بعد ان کو ادا کرے۔ باقی جو لوگ تنعیم سے عمرہ کرتے ہیں وہ ثابت نہیں۔

کعبہ شریف کی دیواروں سے چمٹنا حج وعمرہ کا حصہ نہیں یہ ایک ثواب کا کام ہے۔ تمام دیورااروں سے چمٹنا ٹھیک نہیں صرف خانہ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کی درمیانی دیوار سے چمٹنا چاہئے۔

زیارت مسجد نبوی وزیارت روضہ رسول ﷺ

مسلمان دنیا کے کسی خطہ میں بھی ہو اس کا دل مدینے میں اٹکا رہتا ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی مسلمان حجاز مقدس جائے اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری نہ دے۔ آپ ﷺ نے تمام مساجد کے لئے سفر ممنوع قرار دیا ہے۔ سوا تین مساجد کے

۱۔ مسجد حرام جہاں نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کا ہے۔

۲۔ مسجد نبویؐ جہاں نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کا ہے، کچھ لوگ پچاس ہزار کا بھی کہتے ہیں جو درست نہیں ہے۔

۳۔ تیسری المسجد الاقصی ہے جس کے لئے سفر کی اجازت ہے۔[15]

---

[14] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب وجوہ الاحرام، ح ۱۲۱۱

[15] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المساجد الثلاثۃ، ح ۱۳۹۷

مسجد نبویؐ میں داخل ہو کر سب سے پہلے دو نفل ادا کرتے ہیں۔ یعنی تحیتہ المسجد اس کے بعد روضہ رسول ﷺ پر حاضری دے۔ اور جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا معمول تھا۔

کہ وہ جب بھی کہیں سفر سے واپس مدینے آتے تو روضہ پاک ﷺ پر تشریف لاتے اور کہتے۔ [16]

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَ کَا تُہٗ

اس کے بعد درود پاکؐ پڑھے۔ یہاں دعا مانگنا کسی صحابی اور امام سے ثابت نہیں۔ اس کام کے لئے مسجد ہی مناسب جگہ ہے۔

اس کے بعد مسجد قبا میں حاضری دے۔ وہاں جانے کا ثواب رسولا کرم ﷺ نے عمرے کے برابر فرمایا ہے۔ [17] اس کے بعد شہدائے احد کی قبروں پر حاضری دے۔

---

16 سنن البیہقی

17 سنن نسائی، کتاب المساجد، باب فضل مسجد قباء والصلاۃ فیہ، ح ۷۰۰

بر درِ کعبہ سائلے دیدم

کعبے کے دروازے پر میں نے ایک فقیر کو دیکھا

کہ ہمی گفت ومیگر ستے خوش

کہ یہ بات کہ رہا تھااور خوب رورہا تھا

من نگویم کہ طاعتم بپذیر

میں یہ نہیں کہتا کہ میری عبادت کو قبول کر

قلم عفو بر گناہم کش

مگر معافی کا قلم میرے گناہ پر کھینچ دے

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ